جنازہ کے احکام
جمع و ترتیب
محمد أسلم المبارکفوری
ناشر
العزہ یونیورسل، مدن پورہ، بنارس

نام کتاب	:	جنازہ کے احکام
جمع وترتیب	:	محمد اسلم مبارک پوری
صفحات	:	44
سن اشاعت	:	2015=1436
تعداد	:	1000
قیمت	:	50/=
ناشر	:	العزہ یونیورسل، مدنپورہ، بنارس

ISBN:978-81-930453-5-0

ملنے کا پتہ

العزہ یونیورسل، مدن پورہ، بنارس (یو، پی) ۲۲۱۰۰۱

Add: D28/34 Madanpura, Pandey Haveli

Varanasi - 221001-U.P. (INDIA)

Contanct: +91-9889985708

email: alizzah.universal@yahoo.com

بسم اللّٰہ الرّحمن الرّحیم

مذہب اسلام ایک عالم گیر آفاقی مذہب ہے۔ اس کا پیغام اپنے اندر ایسی جامعیت اور معنویت رکھتا ہے جو اسے دوسرے مذاہب پر فوقیت عطا کرتا ہے۔ شریعت اسلامیہ کے جو بھی احکام ہیں وہ انسانی زندگی کے ہر شعبہ کے لیے مکمل مشعل راہ ہیں۔ اوران کے اندر عبودیت، دنیاوآخرت کی فلاح اور کامیابی ہے۔ اوراس کی تعلیمات عقل انسانی کے موافق اور ہم آہنگ ہیں۔

امراض انسانوں کے لیے ابتلاء، صبر وشکر کا امتحان اور مغفرت کا ذریعہ ہیں۔ اس لیے اس پر صبر کرنا چاہیے۔ لیکن انسان کی عادت ہے کہ جب اسے بیماریاں لاحق ہوتی ہیں تو خوب لمبی چوڑی دعا کرتا ہے۔ اور جب اللہ تعالی اسے شفا عطا کر دیتا ہے تو اسے بھول جاتا ہے۔ تکبر وعناد کرنے لگتا ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالی کا ارشاد ہے:

﴿وَإِذَا أَنْعَمْنَا عَلَى الِانسَانِ أَعْرَضَ وَنَأى بِجَانِبِهِ وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُو دُعَاء عَرِيْضٍ﴾ (فصلت:۵۱)

اور جب ہم انسان پر اپنا انعام کرتے ہیں تو وہ منھ پھیر لیتا ہے اور کنارہ کش ہو جاتا ہے۔ اور جب اسے مصیبت پڑتی ہے تو بڑی لمبی چوڑی دعائیں کرنے والا بن جاتا ہے۔

قریب المرگ شخص کے متعلق احکام

مریض اور قریب المرگ پر واجب ہے کہ اللہ تعالی کی قضا وقدر پر ایمان رکھے۔ جزع فزع کے بجائے صبر کرے (ابوداود:۳۱۲۴) اللہ تعالی سے لو لگائے اور حسن ظن رکھے (مسلم:۲۸۷۷) اللہ کا ذکر کرے۔ اپنی گناہوں پر ڈرے اور خالص توبہ کرے۔ آخرت کو ترجیح دے اور جنت کی امید رکھے۔

موت سے پہلے اللہ تعالی کے حقوق اور لوگوں کے حقوق کو ادا کرے۔ اور غیر ورثاء کے لیے اپنی وصیت لکھ لے۔ وصیت ثلث مال سے زائد کی نہ ہو اور نہ ہی ورثاء کو نقصان پہنچانا مقصود ہو۔

حلال دواؤں سے علاج کرے اور حرام دواؤں سے دور رہے (ترمذی:۲۰۴۵، ابن ماجہ:۳۴۵۹)

قریب المرگ اور مریض کو بیماری سے گھبرا کر موت کی تمنا ہرگز نہیں کرنی چاہیے۔ اس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے (بخاری:۶۳۵۱، مسلم:۲۶۸۰)

دین کے بارے میں کسی فتنہ اور آزمائش کا اندیشہ ہو تو اس صورت میں موت کی آرزو کی جا سکتی ہے۔ دنیوی مشکلات وتکالیف تو مومن کے لیے بلندی درجات، مغفرت سیئات اور باعث اجر وثواب ہیں۔

وفات کا وقت قریب ہو تو اسے کلمہ شہادت کی تلقین کی جائے اور اس کے پاس اچھی بات کی جائے تاکہ اس کا خاتمہ اچھا ہو۔ معلوم ہو کہ موت کے

وقت فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور اسے بشارتیں سناتے ہیں۔

قریب المرگ کے پاس سورہ یسین کی قراءت کرنا صحیح حدیث سے ثابت نہیں (مجموع فتاوی ابن باز ۹۴/۱۳)

حسن خاتمہ کی علامتیں

موت کے وقت کلمہ شہادت پڑھنا، مومن کی موت کے وقت اس کی پیشانی پر پسینہ نمودار ہونا، جہاد میں شہید ہوکر اس دنیا سے رحلت کرنا، اللہ کی راہ میں مورچہ سنبھالے ہوئے موت آنا، اپنے مال یا نفس کی طرف سے دفاع کرتے ہوئے مرنا، جمعہ کی رات میں یا دن میں انتقال ہوجانا، سل (ٹی بی) کے مرض اور ان بیماریوں میں فوت ہونا جن میں وفات پانے والوں کو شہید کہا گیا ہے' اچھے خاتمے کی علامتیں ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی راہ میں شہادت پانے والے کے علاوہ سات اور بھی شہید ہیں: طاعون سے مرنے والا' پیٹ کی بیماری سے فوت ہونے والا' ڈوب کر مرنے والا' مکان میں دب کر مرنے والا' پہلو کے درد (یعنی فالج) کی بیماری میں مرنے والا' جل کر مرنے والا اور حالت حمل میں (حمل کی شدت سے) مرنے والی عورت (نسائی: ۳۱/۶)

انتقال کے بعد ان امور کا خیال رکھا جائے

جب کسی مسلمان کا انتقال ہو جائے تو درج ذیل باتوں کا خیال رکھنا چاہیے۔

اس کی آنکھیں بند کر دی جائے اور اس کے لیے دعا کی جائے۔(سنن دارمی:۲۲۶۰) مگر یاد رہے کہ اس موقع پر ہاتھ اٹھانا اور اجتماعی دعا کرنا ثابت نہیں (اتحاف الکرام:۱/ ۳۵۸)

پھر اس کی داڑھی کسی پٹی سے باندھ دی جائے۔اس کے جوڑوں کو آہستہ آہستہ ڈھیلا کر دیا جائے اور اسے چارپائی یا تخت پر رکھ دیا جائے۔جسم کو پاک کپڑے سے ڈھانپ دیا جائے۔تجہیز و تکفین میں جلدی کی جائے۔

جس جگہ انتقال ہوا ہے اسی جگہ قبرستان میں دفن کیا جائے۔یہی افضل ہے۔دوسری جگہ بھی دفن کیا جا سکتا ہے۔کیوں کہ بعض صحابہ کرام کو مکہ اور مدینہ کے گردو پیش سے مکہ اور مدینہ میں دفن کیا گیا ہے۔(سنن بیہقی:۴/ ۵۷)

مرنے والے کا قرض اس کے مال سے فوراً ادا کیا جائے۔

میت کے قریبی رشتے دار اور احباب کے لئے اس کے چہرے کا بوسہ دینا جائز ہے (ابوداود:۳۱۶۳) یہ اس بات کی دلیل ہے کہ مومن موت سے پلید نہیں ہوتا، بلکہ پاک رہتا ہے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

إن المسلم ليس بنجس حياً ولا ميتاً (دارقطنی:۱۷۹۳بسند صحیح)

مسلم زندہ ہو یا مردہ پلید نہیں ہوتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

المسلم لا ینجس حیا و لا میتاً (بخاری)

مومن زندہ ہو یا فوت شدہ پلید نہیں ہوتا۔

اگر مرنے والا حالت احرام میں ہے تو سر اور چہرہ چھپانا ممنوع ہے۔

قریب الموت کو قبلہ رخ کرنے کا ثبوت کسی صحیح حدیث میں نہیں ہے۔ اسی لیے علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس عمل کو بدعات میں شمار کیا ہے (احکام الجنائز، ص: ۳۸، نیز دیکھیں: ارواء الغلیل: ۶۸۹-۶۹۰)

فوت شدہ کو مرحوم (یعنی رحم کیا گیا) کے لقب سے پکارنا جائز نہیں، بلکہ اسے یہ کہا جائے: رحمہ اللہ یعنی اللہ اس پر رحم کرے۔ کیوں کہ پہلے جملے کا کہنے والا یہ خبر دے رہا ہے کہ میت پر رحم کر دیا گیا ہے، حالانکہ اس کی حقیقت کا علم تو صرف اللہ کے پاس ہے (فتاوی لجنہ دائمہ ۹/۱۴۱)

مرنے والے کو گالی دینا ممنوع ہے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا تسبوا الأموات فإنهم قد أفضوا إلى ما قدموا (بخاری: ۱۳۹۳)

مردوں کو گالی مت دو۔ کیوں کہ انہوں نے جو عمل کیا ہے اس کو حاصل کر لیا ہے۔

ابولہب کی بیٹی درہ مسلمان ہوئی تو بعض نے کہا کہ اللہ کے دشمن کی بیٹی مسلمان ہوئی ہے۔ اس نے اس کی شکایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مرنے والوں کو برا بھلا مت کہو۔ اس لیے کہ اس

سے زندوں کو تکلیف ہوتی ہے جیسا کہ حدیث میں ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں:

فتؤذوا الأحیاء (ترمذی:۱۹۸۲)

(گالی سے) تم لوگ زندوں کو تکلیف دیتے ہو۔

میت کے اقرباء اور رشتہ داروں کو موت کی خبر دینا بشرطیکہ اس میں جاہلیت کا طریقہ کار نہ ہو، جائز ہے۔ دراصل جاہلیت کا طریقہ یہ تھا کہ موت کا اعلان فخر ومباہات کے ساتھ اور باقاعدہ پیشہ ور حضرات کے ذریعہ بڑے اہتمام اور خرچ کے ساتھ کیا جاتا تھا۔ میت کے فضائل وخصائل اور صفات کو بیان کیا جاتا تھا۔

میت کے گھر والوں کو اور جن لوگوں کو موت کی اطلاع ملی ہے انہیں صبر کرنا چاہیے۔ نوحہ اور جزع فزع نہیں کرنا چاہیے۔ صرف آنسو بہہ جانا یا ایسا رونا جس کے ساتھ آواز نہ ہو کوئی حرج نہیں ہے۔ غم کو دور کرنے کے لیے بکثرت

﴿ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعون ﴾ پڑھنا چاہیے۔

اور یہ دعا کرنی چاہیے۔

اَللّٰھُمَّ أجِرْنِی فِی مُصِیْبَتِیْ وَاخْلُفْ لِیْ خَیْراً مِنْھَا. (مسلم:۹۱۸)

اے اللہ میری تکلیف پر مجھے اجر دے اور مجھے اس کا نعم البدل عطا کر۔

صبر کا مطلب

صبر کا مطلب ہے: نفس کو جزع فزع کرنے سے روکنا، زبان سے کوئی

شکایت نہ کرنا اور اعضاء و جوارح سے کسی حرام کام کا ارتکاب نہ کرنا۔ مثلاً گال پر طمانچہ مارنا' کپڑا پھاڑنا' نوحہ کرنا اور بال نوچنا۔ یاد رہے کہ نوحہ کے ساتھ گھر والوں کے رونے سے میت کو عذاب ہوتا ہے (بخاری:۱۲۹۶)

غسل کے احکام

میت کو تجہیز و تکفین کے لیے سب سے پہلے غسل دیا جائے۔ غسل دینا واجب ہے۔ مجاہد فی سبیل اللہ کو غسل نہ دیا جائے۔ اس کو اسی طرح خون میں لت پت دفن کر دیا جائے گا۔

سنت یہ ہے کہ میت کو وہ شخص نہلائے جس کو وہ وصیت کر گیا ہو یا وہ جو متقی' پرہیز گار' امانت دار اور غسل کے طریقہ کا جانکار ہو۔ اگر میت عورت ہو تو اس کے غسل دینے کی سب سے حق دار وہ عورت ہے جس کے بارے میں اس نے وصیت کی ہو۔ پھر ماں، پھر دادی، پھر عورتوں میں سے جو جتنی زیادہ اس کے رشتہ داری کے لحاظ سے قریب ہوگی وہ اتنی ہی زیادہ حق دار ہوگی۔

عورتوں کو عورتیں ہی غسل دیں۔ حائضہ عورت بھی غسل دے سکتی ہے (فتاوی لجنہ دائمہ ۸/ ۳۶۹)

میاں بیوی کا ایک دوسرے کو غسل دینا جائز ہے۔ صدیق اکبر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خود ان کی بیوی نے غسل دیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو غسل دیا۔

غسل دینے کا مسنون طریقہ

غسل دینے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ میت کو تخت یا چار پائی پر جس رخ آسانی ہو، لٹا دیا جائے (فتاوی شیخ الحدیث مبارکپوری ۱/۴۳۲) پھر اس کے کپڑے اتارے جائیں اور اس کی شرمگاہ یعنی ناف سے لیکر گھٹنا تک موٹا کپڑا ڈال دیا جائے۔ رنگین ہوتو کوئی حرج نہیں ہے پھر غسل دینے والا اپنے بائیں ہاتھ پر کپڑا لپیٹ لے یا دستانہ پہن لے، پیروں کی طرف سے میت کو قدرے نیچا کر دیا جائے پھر غسل دینے والا میت کی شرمگاہ بائیں ہاتھ سے دھلے اور غسل کی نیت کر کے میت کو نماز کے وضو کی طرح وضو کرائے۔ اس کے منہ اور ناک میں پانی ڈالنا ممکن نہیں، اس لئے انگلیوں سے یا روئی سے اس کے منہ، لب پر اور ناک کے نتھنے پر پانی لگا کر صاف کر دینا کافی ہے پھر پانی اور بیری کے پتے سے یا صابون سے نہلائے، حسب ضرورت نیم گرم پانی بھی استعمال کیا جاسکتا ہے، سب سے پہلے سر اور داڑھی دھوئے۔ پھر داہنا ہاتھ ہتھیلی تک اور دایاں پہلو گردن سے پیر تک دھوئے پھر اس کا بایاں ہاتھ اور بایاں پہلو اسی طرح دھوئے۔ پھر میت کو کروٹ دیکر اس کی پشت کے پورے حصہ کو دائیں طرف سے شروع کر کے بائیں طرف تک مکمل دھوئے۔ یہ ایک غسل ہوا۔ اسی طرح تین مرتبہ غسل ضروری ہے۔ اخری غسل میں پانی میں کافور ڈال کر غسل دیا جائے، پانچ مرتبہ یا اس سے زیادہ حسب ضرورت طاق غسل دینا درست ہے۔ غسل کے وقت میت کو الٹا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کو پانی اور بیری کے پتوں سے تین مرتبہ غسل دو یا پانچ یا اس سے زیادہ اگر ضرورت سمجھو اور آخری غسل میں کافور ملا لو (بخاری: ۱۲۵۳)

بیری کے پتوں کا طریقہ استعمال تین طرح ہے:

پہلا طریقہ تو یہ ہے کہ بیری کے پتوں کو پانی میں ڈال کر اسے اتنا زور سے ہلائیں کہ اس کا جھاگ باہر نکل آئے۔ اس پانی سے میت کے جسم کو مل کر غسل دیا جائے۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ پتوں کو پانی میں خوب ابالیں۔

تیسرا طریقہ یہ ہے کہ بیری کے پتوں کو جلا کر راکھ بنالی جائے۔ اور اسے میت کے جسم پر خوب ملا جائے۔ پھر خالص پانی سے میت کے بدن کو اچھی طرح صاف کیا جائے۔ بیری کے پتوں سے غسل دینے کی یہ حکمت ہے کہ اس سے بدن صاف اور نرم ہو جاتا ہے (اتحاف الکرام: ۱/۳۶۰)

غسل کے بعد میت کے بدن کو صاف کپڑے سے پوچھ کر خشک کیا جائے تاکہ کفن تر نہ ہو۔ اگر اس کی مونچھ لمبی ہو یا ناخن بڑے ہوں تو اسے کاٹنے میں حرج نہیں ہے۔ اور اگر انہیں ان کی حالت پر چھوڑ دے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ زیر ناف اور بغل کے بالوں کو چھوڑ دینا چاہیے (مغنی ابن قدامہ ۳/۴۸۲) کیوں کہ یہ ایسی چیز ہے جو پوشیدہ ہے۔ ناخن اور مونچھوں کی طرح ظاہر نہیں

(مجموع فتاوی ابن باز ۱۳/۱۱۴)

اگر میت عورت ہو تو اس کے بالوں کو کھول کر غسل دیا جائے پھر اس کی تین لٹیں بنا لی جائیں۔ سامنے کے بالوں کی الگ اور دائیں بائیں جانب کے بالوں کی الگ الگ، اور سب کو پیچھے ڈال دیا جائے (بخاری: ۱۲۶۳)

غسل کے بعد بدن سے کوئی چیز خارج ہو تو اس کو دھو کر وضو کرا دے اور اس جگہ کو روئی یا اس جیسی چیز سے بھر دے۔ فوت شدہ کے دانت سونے یا چاندی کے ہوں اور انہیں آسانی سے نکالا جا سکے تو اسے نکال لینا چاہیے (فتاوی اسلامیہ ۲/۲۵)

میت کو غسل دینے والے کے لیے مستحب ہے کہ وہ غسل کرے۔ سرد موسم کی وجہ سے غسل نہ کر سکے اور ہاتھ پاؤں دھو لے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

غسل دینے والے کو بنیت ثواب بلا اجرت غسل دینا چاہیے۔ اگر اجرت پر ملے تو اسے اجرت دے دی جائے۔ اور یہ اجرت میت کے مال سے دی جائے گی۔

تکفین کے احکام

میت کو کفن دینا واجب ہے۔ کفن ایسا وسیع، پاک صاف اور لمبا ہو جو جسم اچھی طرح چھپا لے۔ اگر پورا بدن نہ چھپ سکے تو سر سے ڈھانک کر کھلے حصوں پر گھاس ڈال دی جائے (بخاری: ۱۲۷۶) میت اگر مرد ہو تو اس کو تین یکساں

سفید کپڑوں میں کفن دینا چاہیے، جن میں نہ کرتا ہو اور نہ عمامہ۔ اگر تین کپڑا نہ ملے تو ایک ہی کپڑے میں دفن کر دیا جائے (بخاری: ۱۲۷۵)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں نہ کرتا تھا نہ عمامہ (بخاری: ۱۲۶۴، مسلم: ۹۴۱)۔ آپ کو سات کپڑوں میں کفن دینے والی روایت منکر اور نا قابل حجت ہے (احکام الجنائز وبدعہا، ص: ۸۵)

سفید کپڑے میں کفن دینا افضل ہے۔ بوجہ مجبوری دوسرے رنگ کا کپڑا بھی کفن میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔

کفن دینے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے کفن کو دھونی اور خوشبو لگا کر تیار کر لیں۔ میت کو غسل دینے کے بعد کسی پاک صاف کپڑے میں چھپا کر اٹھائیں۔ اور کفن کی چادروں پر چت لٹا دیں۔ پھر میت کے سر اور داڑھی میں خوشبو لگائیں اسی طرح اس کے سجدے کی جگہوں، دونوں ہتھیلیوں، ناک، پیشانی، دونوں گھٹنوں اور دونوں پیروں کی انگلیوں پر بھی خوشبو اور کافور لگائیں۔ اس کے بعد اوپر والی چادر کو دائیں طرف سے لپیٹیں۔ پھر بائیں طرف سے لپیٹیں۔ اسی طرح باقی چادروں کو لپیٹ لیں۔ اور پھر سر اور پاؤں کی طرف چادروں کو اکٹھا کر کے چٹ سے باندھ دیں۔ اور اگر ضرورت ہو تو کمر کے پاس بھی باندھ دیں۔ یہی طریقہ عورت کے کفن کا بھی ہے۔ بعض علماء عورت کو پانچ کپڑوں میں کفن دینے کو مسنون قرار دیتے ہیں جن میں ازار (تہ بند) کرتا، خمار (سر بند) اور دو چادریں ہوں گی۔ ابو داود (۳۱۵۷)

علامہ شمس الحق عظیم آبادی -رحمہ اللہ- اس حدیث پر کلام کرتے ہوئے اپنی معرکۃ الآراء کتاب عون المعبود (۳۰۱/۴) فرماتے ہیں: اس حدیث کی سند قابل استدلال ہے۔

شیخ الحدیث علامہ عبید اللہ مبارک پوری -رحمہ اللہ- نے بھی اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے عورتوں کو پانچ کپڑوں میں دفن کرنے کو مسنون قرار دیا ہے۔فتاوی شیخ الحدیث مبارک پوری (۴۳۴/۱)

اور ایک دوسری سند سے ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے یہ زیادتی نقل کی ہے کہ ہم نے زینب رضی اللہ عنہا کو پانچ کپڑوں میں کفن دیا اور ان کو اسی طرح دوپٹہ اوڑھایا جس طرح ہم زندہ کو اوڑھاتے ہیں۔مرعاۃ المفاتیح (۳۵۹/۵)

یہی موقف سعودی عرب کے مفتی اعظم شیخ ابن باز رحمہ اللہ کا ہے۔

مرد وعورت میں سے ہر ایک کے حق میں واجب ایک ہی کپڑا ہے جو میت کے سارے بدن کو ڈھانپ لے۔

چھوٹا بچہ ایک کپڑا سے لے کر تین کپڑوں تک میں کفنایا جائے۔اور چھوٹی بچی ایک قمیص اور دو چادر میں کفنائی جائے۔

شہید کو انہی کپڑوں میں دفن کفن دیا جائے جن میں وہ شہید ہوا۔اور محرم کو احرام کی ان دو چادروں میں کفن دیا جائے گا، جن میں اس نے احرام باندھا تھا۔نہ اس کے سر کو ڈھانکا جائے گا اور نہ ہی اسے خوشبو لگائی جائے گی۔

کفن میت کے مال سے ہوگا، خواہ وہ اس کے علاوہ کسی اور چیز کا

مالک نہ ہو۔ اگر مردے زیادہ ہوں اور کفن کم ہو تو ایک کفن میں کئی مردوں کو کفن دیا جاسکتا ہے۔

كان النبي صلى الله عليه وسلم يجمع بين الرجلين من قتلى أحد في ثوب واحد. (بخاری:۱۳۴۳)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم شہدائے احد کے دو دو آدمیوں کو ایک ہی کپڑے میں کفن دیتے تھے۔

امیر صنعانی کہتے ہیں کہ اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ کفن کو کاٹ کر دو مردوں کے درمیان تقسیم نہ کرنا (اور ایک ہی کپڑے میں دو مردوں کو کفن دینا) بھی جائز ہے۔ اور کاٹ کر تقسیم کرنا تو اصل میں جائز ہے ہی (سبل السلام ۱/ ۱۵۵)

کفن میں اسراف اور غلو سے بچنا چاہیے۔ کفن کے لیے نیا اور عمدہ کپڑا ضروری نہیں، بلکہ جو بھی میسر ہو اور پاک صاف ہو، کافی ہوگا۔ زمزم سے دھلے ہوئے کپڑے کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ اہمیت تو خالص اعمال کی ہے۔ کفن پر قرآنی سورتیں یسین، کہف یا جو بھی سورت لکھی جائے، جائز نہیں ہے (فتاوی ومسائل ابن الصلاح:۱/۲۶۲)

جنازہ اٹھانے اور اسے لیکر جانے کی کیفیت

جنازہ کو جلدی لے کر چلنا چاہیے (بخاری: ۱۳۱۵، مسلم: ۹۴۴) دوڑ کر

تیز چلنا اور جنازہ کو حرکت یا جھٹکا دینا ممنوع ہے۔ میت اٹھانے والے کے لیے وضو کرنا مستحب ہے۔ چار پائی پر رکھے ہوئے عورت کے جنازہ کو ہر شخص محرم ہو یا غیر محرم سب ہی کاندھا دے سکتے ہیں۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ اور نہ اس کو محرم کے ساتھ خاص کرنے کی کوئی وجہ ہے (فتاوی شیخ الحدیث مبارک پوری ۱/۴۳۴)

جنازہ میں شرکت کرنے والوں کے لیے بہت اجر وثواب ہے۔ جنازہ کے آگے پیچھے دائیں بائیں چلنا سب جائز ہے لیکن پیچھے چلنا افضل ہے۔ بوقت ضرورت سواری پر چلنا جائز ہے۔ اور ایسی صورت میں جنازہ کے آگے نہیں، پیچھے چلنا چاہیے (ابوداود: ۳۱۸۰) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سوار ہو کر جانے کو ناپسند فرمایا ہے (ابو داود: ۳۱۷۷) تدفین کے بعد بلا کراہت سوار ہونا جائز ہے (مسلم: ۹۶۵، ابوداود: ۳۱۷۸)

گاڑی پر جنازہ لے جانا بایں طریقہ کہ لوگ بھی گاڑیوں پر چلیں تو یہ عمل کفار کی عادت کے مشابہ ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔ نیز اس سے جنازہ کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ یعنی اسے کندھا دینے اور اس کے پیچھے چلنے سے میت کا حق ادا ہوتا ہے۔ اور میت کے گھر والوں کی دل جوئی ہوتی ہے۔ اور آخرت کی یاد آتی ہے۔ جنازہ رکھے جانے سے پہلے کوئی بیٹھنا چاہے تو بیٹھ سکتا ہے۔ نہ بیٹھنے کا حکم منسوخ ہو چکا ہے جس طرح اسے دیکھ کر کھڑے ہونے کا وجوبی حکم منسوخ ہو چکا ہے۔ منسوخ احکام پر باتفاق علماء عمل کرنا جائز نہیں ہے۔

میت کے اوپر قرآنی آیات سے منقش چادر ڈالنا درست نہیں ہے۔
جنازہ کے ساتھ آگ لے جانا' گریباں پھاڑنا' واویلا مچانا اور چلتے ہوئے اونچی آواز سے ذکر کرنا سب ناجائز اعمال ہیں (فتاوی لجنہ دائمہ ۱۹/۹)

نماز جنازہ پڑھنے کا طریقہ

نماز جنازہ فرض کفایہ ہے اور اس میں بہت ثواب ہے۔ فرض کفایہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر کچھ لوگ پڑھ لیں تو یہ حکم باقی لوگوں کی طرف سے ساقط ہو جائے گا۔ نماز جنازہ پڑھنے والے کے لیے ان شرائط کو پورا کرنا ضروری ہے جو بقیہ نمازوں کے لیے ضروری ہیں۔ جیسے پاک صاف ہونا' باوضو ہونا' صف بندی کرنا' قبلہ رخ ہونا وغیرہ۔

سنت یہ ہے کہ امام مرد کے سر کے اور عورت کی کمر کے مقابل کھڑا ہو۔ امام ابو یوسف -رحمہ اللہ- کا یہی خیال ہے۔ امام ابوحنیفہ اور محمد -رحمہما اللہ- کے نزدیک امام سینے کے بالمقابل کھڑا ہو، خواہ میت مرد ہو یا عورت (المختار ۱/۱۰۰)

پھر چار مرتبہ تکبیر (اللہ اکبر) کہے اور کبھی پانچ (مسلم: ۹۵۷) یا چھ (بخاری: ۴۰۰۴) یا سات (بیہقی: ۳۶/۴) یا نو (شرح معانی الآثار: ۱/۲۹۰) تکبیر کہے تا کہ یہ سنت بھی زندہ رہے اور عمل میں تنوع رہے۔ خاص طور سے اہل علم وفضل، پرہیز گار، نیک لوگوں اور اپنے رشتہ داروں کی نماز جنازہ پڑھے۔ مذکورہ طریقوں میں سے کسی پر التزام کرنا ہے تو چار تکبیروں پر عمل بہتر اور افضل

ہے۔ کیوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی معمول تھا۔ چار سے زائد میں مسلسل تکبیر کہی جائے گی۔ ان میں کوئی دعا نہیں ہے۔

نماز جنازہ کا طریقہ یہ ہے کہ رفع یدین کرتے ہوئے تکبیر کہے۔ پھر سینہ پر ہاتھ باندھ لے۔ دعاء ثنا (اللهم باعد بيني) نہ پڑھے بلکہ ﴿أعوذ بالله من الشيطان الرجيم☆ بسم الله الرحمن الرحيم﴾ اور سورہ فاتحہ کے ساتھ اور کوئی سورت پڑھے۔

پھر دوسری بار تکبیر کہے اور درود ابراہیمی (اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ☆ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ) پڑھے۔

پھر تیسری تکبیر کہے۔ اور میت کے لیے اخلاص کے ساتھ دعا کرے۔

دعا یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَآئِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا. اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْإِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْإِيْمَانِ . اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ.

اے اللہ ہمارے زندوں، مردوں، حاضر، غائب، چھوٹوں، بڑوں، مذکر اور مؤنث سب کو بخش دے۔ اے اللہ، ہم میں سے جس کو تو زندہ رکھ اس کو اسلام پر زندہ رکھ اور جس کو وفات دے اسے ایمان پر وفات دے۔ اے اللہ، تو

ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ کر۔ اور نہ ہمیں گمراہ کر۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ وَارْحَمْهُ وَعَافِهٖ وَاعْفُ عَنْهُ وَاكْرِمْ نُزُلَهٗ وَوَسِّعْ مَدْخَلَهٗ وَاغْسِلْهُ بِالْمَآءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ. وَنَقِّهٖ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ . وَابْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِهٖ وَاَهْلًا خَيْرًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَزَوْجًا خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهٖ وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَاَعِذْهُ مَنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ .

اے اللہ تو اسے بخش دے اور اس پر رحم کر اور اسے عافیت دے اور اس کے گناہ معاف کر اور اس کی میزبانی اچھی کر اور اس کی قبر کشادہ کر دے اور اس کو پانی، برف اور اولے سے دھو دے اور اس کو گناہوں سے پاک کر جیسا کہ سفید کپڑا میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے۔ اور اسے اس کے گھر سے اچھا گھر اور اس کے گھر والوں سے اچھے گھر والے اور اس کے جوڑے سے بہتر جوڑا عطا کر اور اس کو جنت میں داخل کر۔ اور اسے قبر کے عذاب سے اور دوزخ کے عذاب سے بچالے۔

اگر میت بچہ ہو تو اس کی نماز جنازہ میں یہ پڑھا جائے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرْطاً سَلَفاً وَأَجْراً. (بخاری)

اے اللہ، اس لڑکے کو ہمارے لیے پیشرو اور پہلے سے سامان کرنے والا اور ثواب کا ذریعہ بنادے۔

پھر چوتھی تکبیر کہے۔ دائیں اور بائیں جانب سلام پھیر دے۔ صرف

داہنی طرف سلام بھی کافی ہے (دارقطنی :۱۷۹۹،۱۸۲۴) لیکن اس میں تشدد نہیں کرنا چاہیے اور نہ ہی اختلاف ونزاع۔

نماز جنازہ کے چند مسائل

جنازہ کی مشروعیت ایک ہجری میں ہوئی ہے (اتحاف الکرام :۱/۳۵۴)

افضل یہ ہے کہ جنازہ مسجد سے باہر پڑھا جائے۔ بوقت ضرورت مسجد میں پڑھا جا سکتا ہے۔

صحیح مسلم (۹۷۳) میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے والله لقد صلی رسول الله ﷺ علی ابنی بیضاء فی المسجد اللہ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیضاء کے دونوں بیٹوں کی نماز جنازہ مسجد میں ادا فرمائی ہے۔

لیکن نماز جنازہ قبروں کے درمیان نہ پڑھی جائے۔ اگر قبرستان ہی میں کوئی خاص جگہ ہو جہاں قبر نہیں ہے تو وہاں پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ عورتیں نماز جنازہ میں شریک ہوسکتی ہیں، لیکن جنازہ کے پیچھے چل کر شرکت جائز نہیں ہے۔ مصلیان کی تعداد جتنی زیادہ ہوگی میت کو اتنا زیادہ مغفرت کا فائدہ ہوگا۔ نماز جنازہ باجماعت واجب ہے۔ اس میں اذان واقامت نہیں ہے اور نہ صفوں کا طاق ہونا ضروری ہے۔ صفیں دو ہوں (مسلم:۹۵۲) یا تین یا اس سے

زائد جتنی ضرورت ہو بنائی جاسکتی ہیں۔

جنازہ میں قراءت سری ہونی چاہیے۔ بغرض تعلیم جہری بھی ثابت ہے (بخاری: ۱۳۳۵) ہر تکبیر پر رفع یدین کرنا بھی ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے صحیح سند سے مروی ہے (تلخیص الحبیر ۲/ ۱۴۷، مجموع فتاوی ابن باز: ۱۳/ ۱۴۸) امام ترمذی نے اسے متعدد اہل علم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مسلک قرار دیا ہے۔ (سنن ترمذی: ۱۰۷۷)

ایک سے زیادہ جنازے اکٹھے ہو جائیں تو سب کی ایک ہی بار نماز کافی ہے۔ اور ان کے رکھنے کی کیفیت یہ ہوگی کہ امام کے قریب سب سے پہلے مرد کا پھر قبلہ کی طرف عورت کا۔ اور اگر بچہ ہو تو دونوں کے درمیان رکھا جائے گا۔ اور اگر بچی بھی ہو تو اسے عورت کے بعد رکھا جائے گا۔ اور اگر بچہ اور عورت ہو تو بچہ امام کے قریب اور عورت قبلہ کی جانب ہوگی۔ اور سب کو ایک سیدھ میں رکھا جائے گا۔ یہی مسنون طریقہ ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے نو جنازوں کی ایک ساتھ نماز پڑھی۔ مردوں کو امام کے قریب اور عورتوں کو قبلہ کی جانب رکھا گیا (نسائی: ۱۹۸۰)

شہید کی نماز جنازہ مستحب ہے' واجب نہیں ہے۔ لہذا پڑھ لی جائے تو بہتر ہے اور اگر بغیر پڑھے دفن کر دیا جائے تو کافی ہوگا۔ اور دوسرے شہداء مثلاً جو ڈوب کر مریں یا جل کر مریں انہیں غسل دیا جائے اور کفن پہنایا جائے اور ان کی

نماز جنازہ بھی پڑھی جائے۔

اگر کسی کی نماز فوت ہوگئی تو دفن سے پہلے اور دفن کے بعد قبر پر پڑھ سکتا ہے۔بخاری (۱۳۴۰)مسلم (۹۵۴)ترمذی (۱۰۵۷)اور ابن ماجہ (۱۵۳۰) وغیرہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:صلى النبى ﷺ على رجل بعد ما دفن بليلة نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کی نماز جنازہ ادا کی جسے گذشتہ شب دفن کیا گیا تھا۔دوسری روایت میں ہے: فأتى قبره فصلى عليه آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی قبر کے پاس آئے اور اس کی نماز جنازہ پڑھی

اگر تکبیر چھوٹ گئی تو امام کے ساتھ سلام پھیر سکتا ہے اور قضا بھی کرسکتا ہے(مختصر فقہ اسلامی ۲/ ٦۴۵)

غائبانہ نماز جنازہ جائز ہے۔اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص نہ تھا۔شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور علامہ خطابی کا خیال ہے کہ اگر کسی نے نماز جنازہ نہ پڑھی ہوتو اس کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھنی چاہیے۔مگر حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ کسی روایت میں یہ ثابت نہیں کہ نجاشی پر حبشہ میں نماز جنازہ نہیں پڑھی گئی تھی۔

مال غنیمت میں خیانت کرنے والے،خودکشی کرنے والے اور سستی سے نماز چھوڑنے والے کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔اشراف اور دین دار طبقے کو چاہیے کہ ایسے لوگوں کی نماز جنازہ نہ پڑھیں۔

جنازہ کی نماز کے بعد کھڑے کھڑے یا بیٹھ کر اجتماعی دعا کرنا نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ ثابت ہے اور نہ ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے ثابت ہے۔اسی طرح نماز جنازہ سے فراغت کے بعد میت کے گرد حلقہ باندھ کر کلام اللہ پڑھ کر مردہ کو بخشنا بے اصل اور بے ثبوت چیز ہے۔اس لیے اس کے بدعت ہونے میں شبہ نہیں۔

جس مسلم میت کو نہلانا دشوار ہو اور اس کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ہوں تو حتی المقدور اسے غسل دیا جائے اور اسے کفن پہنایا جائے۔اور اگر اس کے بعض اجزاء (مثلاً ہاتھ، پیر) مل رہے ہوں اور بقیہ اعضاء نہ مل رہے ہوں تو انہی موجود حصہ کو غسل اور کفن دے کر نماز جنازہ پڑھی جائے۔اگر کسی زندہ مسلمان کو یا اس کے کٹے ہوئے کسی عضو کو خواہ وہ کسی سبب سے کٹا ہو ہو تو اس کو جلانا جائز نہیں ہے۔

جو بچہ ماں کے پیٹ سے مردہ نکلے اس کو پورے احترام کے ساتھ جنازہ کی نماز پڑھ کر دفن کر دینا چاہیے۔اگر چار ماہ کا ناتمام ہو کر ساقط ہو تو اسے غسل اور کفن دینے کے بعد اس کی نماز جنازہ پڑھی جا سکتی ہے۔عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ثابت ہے کہ بچہ جب ماں کے پیٹ میں چار ماہ کی عمر کو پہنچتا ہے تو اس میں روح پھونک دی جاتی ہے (بخاری: ۳۲۰۸، ۳۳۳۲، مسلم: ۲۶۴۳) مسلمانوں کے سن بلوغت کو پہنچنے سے پہلے فوت ہونے والے بچے جنت میں جائیں گے۔

میت کی تدفین

میت کی تدفین واجب ہے۔اور انہیں قبرستان میں دفن کرنا چاہیے۔انبیاء اپنی وفات کی جگہ اور شہداء اپنے مقتل میں دفن ہوتے ہیں۔قبر کو گہرا، کشادہ اور صاف ستھرا بنانا چاہیے ۔مٹی مضبوط ہو تو لحد والی (بغلی) قبر بنائی جائے کیوں کہ یہ (صندوقچی) سیدھی قبر سے افضل ہے۔

قبر کھودنے میں مردہ کی ہڈی نکل آئے تو اسے کامل احتیاط اور حفاظت کے ساتھ اسی حالت میں اسی قبر میں دفن کر دینا چاہیے۔ایک قبر میں ایک ہی کو دفن کیا جائے۔بوقت ضرورت ایک سے زاید بھی دفن کیا جاسکتا ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ وعلیہ وسلم نے شہدائے احد کے ساتھ کیا۔ایسی صورت میں قبر میں سب سے پہلے اس کو رکھا جائے جو سب سے افضل ہو۔

عورت کو قبر میں اتارنے کے لیے شوہر یا ذی محرم (عورت کا باپ، بھائی ، بیٹا، چچا، ماموں ،نانا وغیرہ) ہونے چاہیے ۔اگر محرم موجود نہ ہوں تو بحالت مجبوری دوسرے لوگ بھی داخل ہو سکتے ہیں ۔عورت کو قبر میں داخل کرتے وقت پردہ کر لینا چاہیے۔

میت کو قبر کے پائے تانہ سے داخل کیا جائے یہی مسنون طریقہ ہے۔

قبلہ کی طرف سے مردہ کو قبر میں داخل کرنے کی صحیح روایت نہیں ہے۔

لحد میں رکھتے وقت دفن کرنے والوں کو بِسْمِ اللّٰہ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلُ اللّٰهِ یا بِسْمِ اللّٰـه وَعَلٰی سُنَّةِ رَسُوْلُ اللّٰـهِ پڑھنا چاہیے (ابن ماجہ:۱۵۵۰،

ابوداود: ۳۲۱۳۔ ترمذی (۱۰۴۶) کی روایت میں ببسم اللہ کے بعد و باللہ کی زیادتی ہے)

میت کو قبر میں لٹا کر چہرہ کو قبلہ کی طرف متوجہ کر دینا چاہیے۔ اس کی دو صورتیں ہیں: چت لٹا کر صرف چہرہ قبلہ کی طرف کر دیا جائے یا دائیں جانب پہلو پر لٹا کر قبلہ رخ کر دیا جائے۔ بہتر یہ ہے کہ دوسری صورت کو اختیار کیا جائے کیوں کہ سونے کے وقت اسی حالت کو پسند کیا گیا ہے اور اس حالت میں موت آنے کو فطرت کے مطابق قرار دیا گیا ہے۔ اب جس چوٹی یا چٹ سے کفن کو باندھا گیا تھا اب اسے کھول دینا چاہیے۔

میت کو لحد میں رکھنے کے بعد اسے کچی اینٹ یا صاف لکڑی سے مکمل بند کر دیا جائے۔ اس کے بعد موجود لوگ اپنے ہاتھوں سے تین لپ مٹی دیں (ابن ماجہ: ۱۵۶۵، دارقطنی: ۱۸۱۸)

قبر میں مٹی ڈالتے وقت کوئی دعا نہیں ہے۔ جب لوگ مٹی دینے سے فارغ ہو جائیں تو باقی مٹی قبر پر برابر کر کے اسے زمین سے ایک بالشت اونچی کوہان نما کر دیں۔ قبر کو بہت زیادہ اونچی اور پختہ نہیں کرنا چاہیے۔ اور نہ ہی اس قبر کی مٹی کے علاوہ دوسری مٹی ڈالنی چاہیے۔ (نسائی: ۴/۸۶)

جب قبر برابر ہو جائے تو اس پر پانی چھڑک دیا جائے یا ایسی چیزیں ڈال دی جائیں جس کی وجہ سے موذی جانور قبر کو کھود نہ سکے۔

بخاری (۱۳۲۵) و مسلم (۹۴۵) میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے

روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من شهد الجنازة حتى يصلى عليها فله قيراط، ومن شهدها حتى تدفن .

وفى رواية لمسلم : حتى توضع فى اللحد . فله قيراطان .

قيل : وما القيراطان ؟

قال: مثل الجبلين العظيمين .

جو شخص جنازہ کے ساتھ جائے یہاں تک کہ اس پر نماز پڑھی جائے اسے ایک قیراط کے برابر ثواب ملے گا۔اور جو شخص دفن ہونے تک حاضر رہے۔

مسلم (۹۴۵) کی روایت میں ہے: میت کو قبر میں اتارنے تک حاضر رہے۔اسے دو قیراط اجر ملے گا۔

دریافت کیا گیا کہ دو قیراط سے مراد کیا ہے؟

فرمایا: دو قیراط دو بڑے پہاڑوں کے مانند۔

ایک دوسری روایت میں ہے:

من اتبع جنازة مسلم إيماناً واحتساباً ، وكان معه حتى يصلى عليها ويفرغ من دفنها ، فإنه يرجع من الأجر بقيراطين ، كل قيراط مثل جبل أحد . ومن صلى عليها ثم رجع قبل أن تدفن فإنه يرجع بقيراط . (بخاری:۴۷)

جس نے کسی مسلمان کے جنازہ میں ایمان اور حصول ثواب کی نیت

سے شرکت کی اور نماز جنازہ کے اختتام تک اس کے ساتھ رہا اور تدفین سے فراغت کے بعد واپس لوٹا تو وہ دو قیراط لے کر واپس لوٹا۔ ہر قیراط احد پہاڑ کی مقدار کے برابر ہے۔ اور جس نے نماز جنازہ پڑھی اور دفن سے پہلے واپس آیا تو وہ ایک قیراط لے کر واپس آیا۔

قبر میں مردہ کو تلقین کرنا ،کوئی آیت یا دعا لکھ کر رکھنا ، یا کسی بزرگ کا کپڑا یا کعبہ کا غلاف رکھنا یا میت کی پیشانی پر کلمہ یا درود لکھنا یا وثیقہ لکھ کر قبر میں ڈالنا یا قبر کے پاس ذبح کرنا (ابو داود: ۳۲۲۲) سب بدعتیں ہیں ۔ ان کی کوئی نظیر اس زمانے میں نہیں ملتی جس کو خیر القرون کہا گیا ہے۔

مرد یا عورت کی نعش جس کے مسلمان ہونے کی کوئی ظاہری علامت اور قرینہ (از جہت لباس وزیورات) نہ پایا جاتا ہوتو اس کے پیچھے پڑنا فضول ہے۔ محض شبہ اور احتمال کی بنا پر اس کو مسلمان سمجھنے کے ہم اور آپ مکلّف نہیں ہیں ۔ ایسی حالت میں اگر اس پر جنازہ ادا نہ کی جائے' اور نہ اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے تو شرعی مؤاخذہ نہ ہوگا (فتاوی شیخ الحدیث مبارک پوری: ۴۵۱/۱)

سنت یہ ہے کہ میت کو دن میں دفن کیا جائے اور رات میں بھی دفن کرنا جائز ہے۔ سورج نکلنے، ڈوبنے اور نصف نہار کے وقت جنازہ پڑھنا اور دفن کرنا ممنوع ہے۔

تدفین کے بعد

امام طحطاوی لکھتے ہیں: تدفین سے فارغ ہونے کے بعد لوگوں کو چاہیے کہ منتشر ہو جائیں اور اپنے اپنے کام میں مشغول ہو جائیں۔ اور اہل میت بھی اپنے کام میں مشغول ہو جائیں۔ کیوں کہ میت کے گھر والوں کے پاس تعزیت کے لیے بیٹھنا اور جمع ہونا مکروہ ہے (حاشیہ طحطاوی علی الدر المختار ۱/۶۱۳)

امام شافعی نے بھی اس طرح کے اجتماع کو ناپسند کیا ہے، اگر چہ اس میں رونا یا نوحہ نہ ہو (اذکار نووی، ص: ۱۴۹)

قبر میں میت سے سوال ہوتا ہے۔ اس لیے سب لوگ میت کے حق میں مغفرت اور منکر نکیر کے سوال و جواب میں ثابت رہنے کی دعا کریں۔

قبر کے پاس کوئی پتھر بطور علامت رکھنا جائز ہے۔ لیکن تعمیر کر کے اس پر پتھر نصب کرنا اور اسے کندہ کرنا اور قبہ بنانا ہرگز جائز نہیں۔ اس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔

دفن کرنے کے بعد قبر پر اذان و اقامت کہنا اور سرہانے سورہ بقرہ کی ابتدائی آیات اور پائے تانے ﴿آمن الرسول﴾ سے اخیر سورہ تک پڑھنا غیر شرعی طریقہ ہے۔ نیز تدفین کے بعد میت کے گھر والوں کے پاس اکٹھا ہونے کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نوحہ شمار کرتے تھے (ابن ماجہ: ۱۶۱۲) اور سنت کی مخالفت کی وجہ سے بدعت ہے۔

بلکہ شرعی طریقہ یہ ہے کہ میت کے گھر والوں کے لیے کھانا بنایا جائے۔

جعفر بن ابوطالب کی شہادت کی خبر موصول ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے گھر والوں کے لیے کھانا تیار کرنے کا حکم دیا (ابوداود: ۳۱۳۶، ترمذی: ۹۹۸)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ موت کے دن صرف ایک وقت یا دو وقت کا کھانا بھیجنا چاہیے۔ کیوں کہ اس دن عموماً رنج وغم زیادہ ہوتا ہے۔ دوسرے دن یا تیسرے دن کھانا بھیجنے کا کسی حدیث میں ثبوت نہیں ہے۔ (جنازہ کے احکام ومسائل، ص:۳۹)

اسلام میں میت کا بہت احترام ہے۔ اس لیے مسلمان کی قبر پر بیٹھنا اور قضائے حاجت کرنا (مصنف ابن ابی شیبہ ۳/۲۱۹) قرآن مجید پڑھنا، اس پر ٹیک لگانا، اس پر چلنا، اسے مزین کرنا اور اس پر مسجد تعمیر کرنا، اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا، اسے سجدہ اور طواف کرنا، اس پر لکھنا اور چراغ جلانا، گلاب کا پھول ڈالنا یا سبز شاخ اور ٹہنی نصب کرنا، عرس لگانا، نذر ونیاز اور چڑھاوا چڑھنا حرام اور شرکیہ اعمال ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔

میت کو کسی شرعی عذر کی بنا پر قبر سے نکالنا جائز ہے (بخاری: ۱۳۵۰، ۱۳۵۲ مسلم: ۲۷۷۳) بغیر ضرورت ایسا کرنا درست نہیں ہے۔

قبر میں کیا ہوتا ہے؟

قبر آخرت کی پہلی منزل ہے۔ اس سے نجات مل گئی تو بعد کے سارے

مرحلے آسان ہو جائیں گے۔ اگر نجات نہیں ملی تو پھر بعد کے مرحلے نہایت سخت ہوں گے (صحیح الجامع: ۷۸۵۸-ترتیب از عصام موسی)

اس لیے شریعت نے نماز جیسی اہم عبادت میں عذاب قبر سے پناہ مانگنے کا حکم دیا ہے۔ عذاب قبر برحق ہے۔ اس پر کتاب وسنت سے بے شمار نصوص دلالت کرتے ہیں۔

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک انصاری کے جنازہ میں بقیع غرقد میں تھے۔ قبر تیار نہ تھی۔ ہمارے پاس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور بیٹھ گئے ہم بھی آپ کے اردگرد خوب اطمینان سے بیٹھ گئے گویا ہمارے سروں پر چڑیاں بیٹھی ہوئی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی، جس سے آپ زمین کرید رہے تھے۔ پھر آپ نے سر اٹھایا اور کہا: عذاب قبر سے اللہ کی پناہ مانگو۔ اسے تین بار ارشاد فرمایا۔ اور فرمایا:

إن العبد المؤمن إذا كان في إقبال من الآخرة وانقطاع من الدنيا نزلت إليه الملائكة كأن على وجوههم الشمس، معهم كفن من أكفان الجنة، وحنوط من حنوط الجنة، فجلسوا منه مد البصر ثم يجيء ملك الموت حتى يجلس عند رأسه، فيقول: يا أيتها النفس الطيبة، اخرجي إلى مغفرة من الله ورضوان، قال: فتخرج تسيل كما تسيل القطرة من في السقاء، فيأخذها، فإذا أخذها لم يدعوها في يده طرفة عين، حتى يأخذوها فيجعلوها في ذلك الكفن وفي ذلك

الحنوط ، ويخرج منها كأطيب نفحة مسك وجدت على وجه الأرض ، فيصعدون بها ، فلا يمرون على ملأ من الملائكة الا قالوا : ما هذا الروح الطيب ؟ فيقولون : فلان بن فلان بأحسن أسمائه التى كانوا يسمون بها فى الدنيا ، حتى ينتهوا بها إلى السماء التى فيها الله ، فيقول الله عزوجل : اكتبوا كتاب عبدى فى عليين ، وأعيدوه إلى الأرض ، فإنى منها خلقتهم ، وفيها أعيدهم ، ومنها أخرجهم تارة أخرى ، قال : فتعاد روحه فى جسده ، فيأتيه ملكان ، فيجلسانه ، فيقولان له :

من ربك ؟

فيقول: ربى الله .

فيقولان له : ما دينك ؟

فيقول : دينى الإسلام .

فيقولان له : ما هذا الرجل الذى بعث فيكم ؟

فيقول : هو رسول الله .

فيقولان له : ما علمك ؟

فيقول: قرأت كتاب الله فآمنت به وتصدقت .

فينادى مناد من السماء : أن صدق عبدى ، فافرشوه من الجنة وافتحوا له باباً إلى الجنة ، قال : فيأتيه من روحها وطيبها ،

ویفسح له فی قبره مد بصره ، قال : ویأتیه رجل حسن الوجه ، حسن الثیاب ، طیب الریح ، فیقول : ابشر بالذی یسرك هذا یومك الذی كنت توعد ، فیقول له : من أنت ؟ فوجهك الوجه الذی یجیٔ بالخیر ، فیقول : أنا عملك الصالح ، فیقول : یا رب ، أقم الساعة حتی أرجع إلی أهلی ومالی .

قال : وإن العبد الكافر إذا كان فی انقطاع من الدنیا وإقبال من الآخرة ، نزل إلیه من السماء ملائكة سود الوجوه ، فیجلسون منه مد البصر ، ثم یجیٔ ملك الموت حتی یجلس عند رأسه ، فیقول : أیتها النفس الخبیثة ، اخرجی إلی سخط من الله وغضب ، قال : فتفرق فی جسده ، فینزعها كما ینتزع السفود من الصوف المبلول ، فیأخذها ، فإذا أخذها لم یدعوها فی یده طرفة عین ، حتی یجعلوها فی تلك المسوح ، ویخرج منها كأنتن ریح خبیثة وجدت علی وجه الأرض ، فیصعدون بها ، فلا یمرون بها علی ملأ من الملائكة إلا قالوا : ما هذا الروح الخبیث ؟ فیقولون : فلان ابن فلان ، بأقبح أسمائه التی كانوا یسمونه بها فی الدنیا ، حتی ینتهی بها إلی السماء الدنیا ، فیستفتح له فلا یفتح له ، ثم قرأ رسول الله صلی الله علیه وسلم :

﴿لاَ تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَلاَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّى يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ﴾ (الأعراف : ٤٠)

فیقول اللہ عزوجل : اکتبوا کتابہ فی سجین ، فی الأرض السفلی ، فتطرح روحہ طرحاً ، ثم قرأ

﴿ وَمَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ ﴾ (الحج : ۳۱)

فتعاد روحہ فی جسدہ ، ویأتیہ ملکان فیجلسانہ ، فیقولان لہ : من ربك ؟

فیقول : ھاہ ھاہ ، لاأدری .

فینادی مناد من السماء : أن کذب فافرشوہ من النار ، وافتحوا لہ باباً إلی النار ، فیأتیہ من حرھا وسمومھا ، ویضیق علیہ قبرہ ، حتی تختلف أضلاعہ ، ویأتیہ رجل قبیح الوجہ ، قبیح الثیاب ، منتن الریح ، فیقول : ابشر بالذی یسوٴوك ، ھذا یومك الذی کنت توعد ، فیقول : من أنت فوجھك الوجہ الذی یجیٴ بالشر ، فیقول : أنا عملك الخبیث ، فیقول : رب لا تقم الساعۃ . (ابوداود:۴۷۵۳-۴۷۵۴،نسائی:۲۰۵۹-مختصراً،ابن ماجہ:۴۲۶۹،مسند احمد:۴/ ۲۸۷، ۲۹۵،صحیح الجامع: ۷۴۸۵-ترتیب ازعصام موسی ہادی)

بلاشبہ جب مومن بندہ کا دنیا سے رخصت ہونے اور آخرت کی طرف سفر کرنے کا وقت آتا ہے تو آسمان سے فرشتے اس کی طرف اترتے ہیں، گویا کہ ان کے چہرے سورج کے مانند چمک دار اور روشن ہیں۔ان کے پاس جنت کے

لباس کا کفن اور جنت کی خوشبو ہوتی ہے۔ وہ اس کے قریب سے تا حد نگاہ پھیل کر بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر موت کا فرشتہ مومن کے پاس آتا ہے حتی کہ اس کے سر کے قریب بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے: اے پاکیزہ روح، اللہ تعالی کی مغفرت اور رضا کی طرف نکل۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر وہ روح ایسی آسانی سے نکل پڑتی ہے جیسے مشکیزہ سے پانی کا قطرہ بہہ پڑتا ہے۔ وہ فرشتہ اسے پکڑتا ہے اور اس کے ہاتھ میں روح کو ایک لمحہ بھی نہیں گذرتا کہ دوسرے اسے پکڑ لیتے ہیں۔ اور اسے جنت کے لباس اور خوشبو میں لپیٹ لیتے ہیں۔ اور اس سے وہ بہترین کستوری کی خوشبو آنے لگتی ہے، جو زمین کی سطح پر موجود ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر وہ فرشتے اسے لیکر آسمان کی طرف چڑھتے ہیں۔ اور فرشتوں کے جس گروہ کے پاس سے گزرتے ہیں وہ کہتے ہیں: یہ پاکیزہ روح کون ہے؟ تو وہ کہتے ہیں: یہ فلاں بن فلاں ہے۔ اور اس کا وہ بہترین نام ذکر کرتے ہیں جس نام سے اسے دنیا میں پکارا جاتا تھا حتی کہ وہ اس کے ساتھ آسمان دنیا تک پہنچتے ہیں، اور دروازہ کھلواتے ہیں۔ اس کے لیے دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ اور ہر آسمان کے مقرب فرشتے اگلے آسمان تک اس کے ساتھ چلتے ہیں حتی کہ وہ ساتویں آسمان تک پہنچ جاتا ہے۔

اللہ عز وجل فرماتا ہے: میرے بندے کا اعمال نامہ علیین میں رکھ دو اور اسے زمین میں لوٹا دو۔ پھر اس کے پاس قبر میں دو فرشتے آتے ہیں اور اس کو بیٹھاتے ہیں اور اس سے سوال و جواب کرتے ہیں اور پوچھتے ہیں:

تیرا رب کون ہے؟

وہ جواب دیتا ہے: میرا رب اللہ ہے۔

پھر فرشتے سوال کرتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے؟

وہ جواب دیتا ہے: میرا دین اسلام ہے۔

پھر فرشتے سوال کرتے ہیں کہ اس شخص کے بارے میں جو تیرے پاس بھیجا گیا ہے، کیا کہتا ہے؟

وہ جواب دیتا ہے: وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

پھر وہ فرشتے اس سے سوال کرتے ہیں کہ تجھے کیسے معلوم ہوا؟

وہ جواب دیتا ہے: میں نے اللہ کی کتاب کو پڑھا، اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی۔

پھر آسمان سے منادی کرنے والا اعلان کرتا ہے کہ میرا بندہ سچا ہے۔ اس کے لیے جنت کا بستر بچھا دو، اور جنت کا لباس پہنا دو اور اس کے لیے جنت کا ایک دروازہ کھول دو۔ چنانچہ دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے جنت کی ٹھنڈی ہوا اور خوشبو پہنچتی رہتی ہے اور اس کی قبر تاحد نگاہ کشادہ کردی جاتی ہے۔

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کافر کی موت کا ذکر فرمایا۔ اس کی روح اس کے جسم میں لوٹا دی جاتی ہے اور اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں۔ وہ میت کو بیٹھا کر سوال کرتے ہیں:

تیرا رب کون ہے؟

وہ جواب دیتا ہے: ہائے ہائے، میں کچھ نہیں جانتا۔

پھر وہ فرشتے اس سے سوال کرتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے؟

وہ جواب دیتا ہے: ہائے ہائے، میں کچھ نہیں جانتا۔

پھر وہ فرشتے اس سے سوال کرتے ہیں کہ وہ شخص کون تھا جو تم میں بھیجا گیا تھا؟

وہ جواب دیتا ہے: ہائے ہائے، میں کچھ نہیں جانتا۔

اس کے بعد منادی کرنے والا آسمان سے ندا دیتا ہے کہ اس نے جھوٹ کہا ہے۔ اس کے لیے آگ کا بستر بچھا دو، اور آگ کا لباس پہنا دو، اور اس کے لیے جہنم کا ایک دروازہ کھول دو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے جہنم کی گرمی اور اس کی زہر آلود ہوا پہنچتی رہے گی اور اس کی قبر تنگ کر دی جائے گی حتی کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے کے اندر گھس جائیں گی۔ پھر اس پر ایک اندھا اور بہرہ فرشتہ مقرر کیا جائے گا جس کے پاس لوہے کا ہتھوڑا ہوگا۔ اگر وہ ہتھوڑا کسی پہاڑ پر مارا جائے تو وہ بھی ریزہ ریزہ ہو کر مٹی بن جائے گا۔ چنانچہ وہ اسے ضرب لگائے گا تو اس کی آواز انسانوں اور جنوں کے علاوہ مشرق و مغرب کے مابین سب سنیں گے۔ وہ مٹی بن جائے گا لیکن پھر اس میں دوبارہ روح لوٹا دی جائے گی۔ عذاب کا یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إن العبد إذا وضع في قبره وتولى عنه أصحابه ـ وإنه ليسمع قرع نعالهم ـ أتاه ملكان فيقعدانه فيقولان : ما كنت تقول في هذا الرجل ؟ لمحمد صلى الله عليه وسلم .

فأما المؤمن فيقول : أشهد أنه عبد الله ورسوله . فيقال له : أنظر إلى مقعدك من النار ، قد أبدلك الله به مقعداً من الجنة ، فيراهما جميعاً . قال قتادة : فذكر لنا أنه يفسح له في قبره .

وأما المنافق والكافر فيقال له : ما كنت تقول في هذا الرجل ؟ فيقول : لا أدري ، كنت أقول ما يقول الناس . فيقال : لا دريت ولا تليت . ويضرب بمطارق من حديد ضربة .

وفي رواية النسائي : بين أذنيه .

فيصيح صيحة يسمعها من يليه غير الثقلين . (بخاری:۱۳۷۴، مسلم:۲۸۷۰ نسائی:۲۰۵۳)

جب میت کو قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھی اس سے لوٹ کر جاتے ہیں تو ابھی وہ ان کے جوتوں کی آواز سن رہا ہوتا ہے کہ اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں۔ اور اسے بیٹھاتے ہیں اور کہتے ہیں: تو اس شخص (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں کیا کہتا ہے؟

مومن کہتا ہے: میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ تعالی کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ تو اس سے کہا جاتا ہے: تو اپنے جہنمی ٹھکانے کو دیکھ۔ اللہ تعالی نے تجھے اس کے بجائے اچھا ٹھکانہ دیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ دونوں ٹھکانوں کو دیکھتا ہے۔

قتادہ نے کہا: اس کے لیے اس کی قبر کشادہ کردی جاتی ہے۔

(قبر میں رکھنے کے بعد) کافر اور منافق سے کہا جاتا ہے: تو اس شخص کے بارے میں کیا کہتا تھا؟ تو وہ کہتا ہے: میں کچھ نہیں جانتا۔ جس طرح لوگ کہتے تھے، میں بھی کہتا تھا۔ اسے (فرشتوں کی طرف سے) کہا جاتا ہے: نہ تو نے جاننے کی کوشش کی اور نہ تو نے قرآن پڑھا۔

نسائی کی روایت کے مطابق: اس کے کانوں کے درمیان (یعنی چہرے پر) لوہے کے ہتھوڑے سے سخت ضرب لگائی جاتی ہے تو وہ اس قدر چیختا ہے کہ انسان اور جن کے علاوہ ہر قریبی مخلوق اس کی آہ و بکا سنتی ہے۔

تعزیت اور تسلی

تعزیت سے مراد اہل میت کو صبر کی تلقین، ان کے لیے دعائے خیر اور میت کے لیے دعائے مغفرت کرنا ہے۔ میت کے گھر والوں اور اعزہ و اقربا کو تعزیت کرنا مسنون ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: جو اپنے مومن بھائی کی مصیبت

میں تعزیت کرے گا، اللہ تعالی اسے ایسا سبز لباس پہنائے گا جس پر بروز قیامت رشک کیا جائے گا (ارواء الغلیل :۷۶۴) اصل صبر تو پہلے صدمے کے وقت ہے (بخاری:۱۲۸۳، مسلم:۹۲۶)

شریعت میں تعزیت کے لیے کوئی وقت یا کوئی دن مخصوص نہیں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن کے بعد بھی تعزیت کی ہے (احمد :۱۷۵۰ حاکم :۲۹۸/۳) تین دن کے بعد نہ کرنے والی روایت ضعیف ہے (احکام الجنائز وبدعہا، ص:۲۰۹)

جن الفاظ سے تسلی ہو، صبر ہو اور غم دور ہو جائے' ان الفاظ میں تعزیت درست ہے تاہم مسنون الفاظ یہ ہیں:

إن لله ما أخذ وله ما أعطى و كل شيئ عنده بأجل مسمى فلتصبر ولتحتسب . (بخاری:۱۲۸۴، مسلم:۹۲۳)

جو کچھ لے لیا وہ اللہ کا ہے اور جو دے دیا ہے وہ بھی اسی کا ہے۔اس کے یہاں ہر چیز کا وقت مقرر ہے' اس لیے صبر کرو اور اس پر ثواب کی امید رکھو۔

امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں: جن الفاظ کے ساتھ تعزیت کی جائے ان میں یہ حدیث سب سے عمدہ ہے (الاذکار، ص:۱۵۰)

تعزیت دفن سے پہلے بھی جائز ہے اور دفن کے بعد بھی۔اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔لیکن مصیبت کے وقت جس قدر جلدی ہو سکے اسی قدر مصیبت کی تخفیف کا ذریعہ ثابت ہوگی۔

تعزیت ہر جگہ جائز ہے خواہ قبرستان ہو یا بازار یا عید گاہ یا مسجد یا گھر۔ اس کے لیے کوئی مخصوص جگہ مثلاً گھر یا قبرستان میں جمع ہونا اور میت کے گھر والوں کا تعزیت کی غرض سے آنے والوں کے لیے کھانا بنانا شرعاً ممنوع اور جاہلیت کے اعمال کے مشابہ ہے۔ بعض جگہ یہ چیز تقریبات کی شکل میں کئی کئی دنوں تک چلتی ہے۔ یہ قبیح بدعت ہے۔ اس سے اجتناب لازم ہے۔

میت کے لیے خواہ مرد ہو یا عورت، بالغ ہو یا نابالغ، سویم، دسواں، بیسواں، چالیسواں، چھ ماہی، برسی وغیرہ رسمیں بدعت ہونے کی وجہ سے ناجائز اور ممنوع ہیں۔

اہل میت کے لیے جائز نہیں کہ تعزیت کے لیے کوئی متعین لباس پہنیں اس لیے کہ اس میں اللہ تعالی کے فیصلے پر ناگواری کا اظہار ہے (مختصر فقہ اسلامی: ۲/۶۵۰-۶۵۱)

موت کی مصیبت ہی چونکہ ایسی اندوہ ناک ہے کہ اس سے مصیبت زدہ کو غم وحزن کا لاحق ہونا ایک طبعی امر ہے، لہذا اللہ تعالی نے ہمیں صرف تین دن تک سوگ کی اجازت دی ہے۔ بیوی کے لئے شوہر کے علاوہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ منانا کسی کے لیے جائز نہیں۔

لا يحل لإمرأة تومن بالله واليوم الآخر أن تحد على ميت فوق ثلاث ليال إلا على زوج أربعة أشهر وعشراً. (بخاری:۵۳۳۴)

کسی عورت کے لیے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہو جائز نہیں

کہ وہ تین دن سے زیادہ کسی کا سوگ منائے سوائے شوہر کے (کہ اس کا سوگ) چار ماہ دس دن تک ہے۔

سوگ میں بالوں کو مونڈنا ناجائز ہے۔

ایصال ثواب

کوئی مسلمان کسی مردہ مسلمان کو شرعی حدود میں رہ کر ثواب پہنچانے کی خاطر کوئی عمل کرے تو یہ جائز ہے، مثلاً میت کے لیے دعا اور استغفار کرنا (سورہ حشر: ۱۰) قرض ادا کرنا (بخاری: ۲۲۸۹) حج وعمرہ کرنا (مسلم: ۱۱۴۹) صدقہ کرنا (بخاری: ۱۳۸۸) نذر پوری کرنا (ابو داود: ۳۳۰۷) واجبی روزہ رکھنا (بخاری: ۱۹۵۲، مسلم: ۱۱۴۷) تو یہ جائز ہے۔اسی طرح میت کو ان اعمال کا بھی ثواب ملتا ہے جن کو وہ زندگی میں کر گیا ہو۔حدیث میں ہے:

إذا مات الإنسان انقطع عنه عمله إلا من ثلاثة ، إلا من صدقة جارية ، أو علم ينتفع به ، أو ولد صالح يدعو له . (مسلم: ۱۶۳۱)

جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو تین اعمال کے سوا تمام اعمال منقطع ہو جاتے ہیں۔صدقہ جاریہ، ایسا علم جس سے لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں، نیک اور صالح اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی رہتی ہے۔

صدقہ وخیرات کی کئی صورتیں ہیں: ضرورت کی جگہ کنواں تعمیر کرا دینا، مسجد یا دینی مدرسہ بنوا دینا یا اس کی تعمیر میں جزوی حصہ لینا، مسافر خانہ بنوا دینا، مسجد یا دینی مدرسہ میں بجلی کا کنکشن لگا دینا، دینی کتابیں خرید کر وقف کر دینا، یا

دینی کتابوں کی اشاعت میں حصہ لینا وغیرہ (فتاوی شیخ الحدیث:۱/۴۶۳)

ایک حدیث میں ہے:

إن مما يلحق المؤمن من عمله وحسناته من بعد موته علماً علمه ونشره، وولداً صالحاً تركه، ومصحفاً ورثه، أو مسجداً بناه، أو بيتاً لإبن السبيل بناه، أو نهراً أجراه، أو صدقة أخرجها من ماله في صحته وحياته، يلحقه بعد موته. (ابن ماجہ:۲۴۲)

مومن آدمی کو وفات کے بعد جن اعمال وحسنات کا ثواب ملتا رہتا ہے، ان میں وہ علم ہے جسے اس نے لوگوں کو سکھایا اور اس کی نشر واشاعت کی۔ نیک اولاد جسے وہ اپنے پیچھے چھوڑ گیا۔ قرآن جسے دوسروں کو سکھا کر اس کا وارث بنا گیا۔ وہ مسجد یا مسافر خانہ جسے وہ تعمیر کرایا۔ ایسی نہر جسے اس نے جاری کرایا۔ اور وہ صدقہ جسے وہ اپنی پوری زندگی میں صحت کی حالت میں نکالتا رہا۔ ان تمام اعمال کا ثواب اسے مرنے کے بعد بھی ملتا رہتا ہے۔

قرآن خوانی کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق کوئی حدیث منقول نہیں ہے اور نہ ہی کسی سلف نے کیا ہے اور نہ ہی کسی ائمہ دین سے منقول ہے (شرح عقیدہ طحاویہ، ص:۴۵۷)

اور الأصل في العبادات : المنع عبادات میں اصل ممانعت ہے۔ اور عبادتیں توقیفی ہوا کرتی ہیں یعنی انسان از خود کوئی عبادت نہیں کرسکتا سوائے اس کے کہ جس کا اسے حکم دیا گیا ہے تا آنکہ اس کے ثبوت پر کوئی دلیل قائم ہو

جائے (فتاوی اسلامیہ ۲/۵۲)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قبروں کی زیارت اور مردوں کے لیے دعا ثابت ہے۔قرآن خوانی نہیں۔اس کے بدعت ہونے کی تفصیلی بحث ردالمختار (۵/۴۷) میں ملاحظہ ہو۔

ثواب پہنچانے کی غرض سے قبر کے پاس یا گھر میں یا مسجد میں لوگوں کا جمع ہونا اور حلقہ باندھ کر قرآن پڑھنا یا کچھ پیسہ دے کر یا بغیر پیسہ دیے ہوئے مجاور یا غیر مجاور سے قبر پر پڑھوانا بے اصل اور بدعت ہے۔اور یہ طریقہ قرون ثلاثہ مشہود لہا بالخیر میں نہیں پایا گیا (فتاوی شیخ الحدیث:۱/۴۵۹)

زیارت قبور

ابتدائے اسلام میں قبروں کی زیارت حرام تھی۔جب مسلمانوں میں دینی استحکام اور پختگی ہوئی تو اس کی حرمت کو منسوخ کرتے ہوئے شریعت نے مسنون قرار دیا ہے۔ اس میں بندہ کے لیے عبرت ہے (احمد: ۳/۳۸، حاکم:۱/۳۷۴) اور اس سے دلوں میں رقت پیدا ہوتی ہے اور آخرت کی یاد آتی ہے(مسلم:۹۷۷) اور اس میں مردوں کے لیے مغفرت و رحمت کی دعا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها (ابوداود:۳۲۳۵)

میں نے تم لوگوں کو قبروں کی زیارت سے منع کر دیا تھا' اب اس کی

زیارت کرو۔

کیوں کہ اس سے دل نرم ہوتا ہے، آنکھیں اشک بار ہوتی ہیں اور آخرت یاد آتی ہے (نسائی: ۲۰۳۶، مستدرک حاکم: ۱/ ۳۷۶) قبرستان جا کر مردوں سے سوال کرنا یا ان کے وسیلہ سے اللہ تعالی سے سوال کرنا یا ان سے تبرک حاصل کرنا توحید کے منافی ہے۔

خواتین کے لیے قبر کی زیارت مشروع نہیں ہے۔ اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (ترمذی: ۱۰۵۶، ابن ماجہ: ۱۵۷۶)

اور اس لیے بھی کہ ان کی زیارت سے فتنہ کا اندیشہ رہتا ہے۔ اور ان میں صبر بھی کم ہوتا ہے۔ اسی طرح عورتوں کا قبرستان تک جنازے کے پیچھے جانا بھی ناجائز ہے۔ کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔ البتہ مسجد وغیرہ میں میت کا جنازہ پڑھنا مرد وعورت میں سے ہر ایک کے لیے مشروع ہے۔

میت کے لیے دعا کے مقصد سے قبروں کی زیارت کرنی چاہیے۔ قبر کی زیارت کے وقت یا وہاں سے گزرتے وقت (ابوداود: ۳۶۳۷) یہ دعا پڑھنی چاہیے۔

اَلسَّلَامُ عَلٰی اَهْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُسْلِمِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ ، نَسْأَلُ اللّٰهُ لَنَا وَلَکُمُ الْعَافِیَةَ. (مسلم: ۹۷۵)

ان گھر والوں پر جو مومنوں اور مسلمانوں میں سے ہیں سلام ہو۔ اور ہم ان شاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں۔ ہم اپنے لیے اور تمہارے لیے اللہ تعالی سے عافیت چاہتے ہیں۔

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِيْنَ ، وَاِنَّا ۔ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ ۔ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ . (مسلم:۲۴۹، ابوداود: ۳۲۲۷)

مومن گھر والوں پر سلامتی ہو اور ان شاء اللہ ہم تم سے ملنے والے ہیں۔

زیارت کرنے والے کے لیے قبلہ رخ کھڑا ہونا مستحب ہے، ضروری نہیں (ابوداود: ۳۲۱۲) قبروں کے درمیان جوتیاں پہن کر نہیں چلنا چاہیے۔ تاہم جوتیوں کے گم ہونے کا اندیشہ ہو یا قبرستان میں گندگی اور کانٹے ہوں یا کنکریاں ہوں اور پاؤں میں دھنستی ہوں یا ان سے زخمی ہونے کا اندیشہ ہو تو جوتیاں پہن کر چلنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور حدیث: إنــه ليسـمـع قـرع نـعـالهـم (بخاری: ۱۳۳۸) (میت کو لوگوں کی جوتیوں کی آواز سنائی دیتی ہے) سے قبرستان میں جوتیاں پہننے کا جواز ملتا ہے۔

میت سے متعلق غیر شرعی امور

۱- قریب المرگ شخص کے پاس سورہ یسین تلاوت کرنا۔

۲- یا اس کے قریب قرآن رکھنا۔

۳- قریب المرگ کا چہرہ اور بستر قبلہ رخ کرنا۔

۴- وفات کے بعد یہ عقیدہ رکھنا کہ اس کی روح انتقال کی جگہ گھومتی ہے۔

۵- جمعہ کی رات یا دن میں مرنے والے کو ایک لمحہ عذاب ہوگا۔ اس کے بعد کبھی عذاب نہیں ہوگا۔

۶- مرنے کے بعد چارپائی کے اردگرد قرآن کی تلاوت کرنا یا سورہ بقرہ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کرنا اور نعت خوانی کا اہتمام کرنا۔

۷- مرنے والے کی بیوی کو شوہر کے لیے غیر محرم قرار دینا۔

۸- ہر عضو کو غسل دیتے وقت دعا پڑھنا جیسے وضو کے وقت۔

۹- غسل میت کی جگہ تین راتوں تک چراغاں کرنا۔

۱۰- کفن کو زمزم سے دھونا۔

۱۱- کفن پر کلمہ، سورتیں، اہل بیت کے نام یا دیگر دعائیں لکھنا۔

۱۲- جنازہ نکالتے وقت صدقہ اور خیرات کا اہتمام کرنا۔

۱۳- جنازہ کو لے جانے میں بلاوجہ تاخیر کرنا۔

۱۴- جنازہ کے پیچھے بلند آواز سے ذکر کرنا۔

۱۵- جنازہ کے ساتھ اشیاء خوردنی لے کر چلنا

۱۶- جنازہ کے پیچھے پیچھے آگ لے جانا۔

۱۷- اپنی زندگی میں اپنی قبر تیار کرنا۔

۱۸- امام کا مرد کے درمیان میں اور عورت کے سینے کے برابر کھڑے ہونا۔

۱۹- سورہ فاتحہ نہ پڑھنا۔

۲۰- میت کو قبر میں داخل کرتے وقت مسنون دعا کے علاوہ کسی دوسری دعا کا پڑھنا اور دفن کرنے والوں کے علاوہ حاضرین کا پڑھنا اور سب سے میت کے نیک ہونے کی شہادت دلانا۔

۲۱- میت کے سر کے نیچے تکیہ رکھنا۔

۲۲- مٹی دیتے وقت پہلی لپ میں ﴿ منها خلقنا کم﴾ دوسری لپ میں ﴿ وفيها نعيد کم﴾ اور تیسری لپ میں ﴿ ومنها نخرجكم تارة أخرى﴾ پڑھنا۔

۲۳- قبر پر اذان کہنا۔

۲۴- میت کو مسجد میں دفن کرنا۔

۲۵- قبر پر میت کا نام یا تاریخ وفات لکھنا۔

۲۶- قبر پر ٹہنی یا گلاب کا پھول ڈالنا یا اگر بتی سلگانا۔

۲۶- دفن کرنے کے بعد ستر قدم چلنے کے بعد دعا کرنا۔

۲۷- اظہار افسوس کے لیے سیاہ لباس پہننا۔

۲۸- مروجہ فاتحہ اور قرآن خوانی۔

۲۹- تعزیت کے لیے کسی مخصوص جگہ بیٹھنا۔

۳۰- قبر پر عرس لگانا۔

☆☆☆

فہرست مضامین